دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر:Sar 4809　　تاریخ:13-02-2016

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بیوی کا اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی کا اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ زید کہتا ہے کہ جائز نہیں کہ حدیث مبارک "من ادعی الی غیر أبیه وھو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام" میں اس سے منع کیا گیا ہے، لہذا بتائیے کہ اس کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بیوی کا اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا، جائز ہے کہ بیوی کا اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا اپنا نسب بتانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ رشتہ زوجیت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے اور بیوی کا اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لگانا تعریف و پہچان کے باب میں سے ہے اور تعریف و پہچان کبھی ولاء سے ہوتی ہے۔ جیسے عکرمہ مولی ابن عباس اور کبھی حرفت (پیشہ) سے ہوتی ہے۔ جیسے غزالی؛ کبھی لقب سے جیسے اعرج اور اعمش اور کبھی کنیت سے ہوتی ہے۔ جیسے ابو محمد، حتیٰ کہ کبھی تعریف کے لئے لفظ ابن (جو مستعمل ہی نسب بیان کرنے کے لئے ہے) کے ساتھ ماں کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ اسماعیل بن ابراہیم جو کہ ابن علیہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ علامہ شرف الدین نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ابن علیة ھی أمه وکان یکرہ أن یُنسب الیھا ویجوز نسبته الیھا للتعریف" ابن علیۃ حالانکہ علیۃ ان کی والدہ ہیں اور والدہ کی طرف منسوب کرنا مکروہ ہے، البتہ تعریف و پہچان کے لئے والدہ کی طرف نسبت کرنا، جائز ہے۔

(تھذیب الأسماء واللغات، ج1، ص120، دار الکتب العلمیة، بیروت)

اور کبھی تعریف و پہچان زوجیت کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تعریف و پہچان کے لئے حضرت لوط و حضرت نوح علیہما السلام کی زوجہ اور فرعون کی زوجہ کی نسبت ان کے شوہروں کے ناموں کی طرف کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا: ” ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ترجمہ: اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے: نوح کی عورت اور لوط کی عورت اور مزید ارشاد فرماتا ہے: ”وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ترجمہ: اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے: فرعون کی بی بی۔“

(پارہ28،سورہ التحریم،آیت10،11)

اور زید کا اس حدیث کی بناء پر اس کو ناجائز کہنا درست نہیں کہ حدیث مبارک میں ممانعت فقط اس صورت میں ہے کہ جب دوسرے کو باپ سمجھتے ہوئے اس کی طرف اپنی نسبت کی جائے۔ جیسا کہ علامہ شرف الدین نووی اس حدیث کی شرح میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”أَيِ انْتَسَبَ إِلَيْهِ وَاتَّخَذَهُ أَبًا“ یعنی اسکی طرف منسوب ہو اور اسے باپ قرار دے۔

(شرح النووی علی مسلم،ج2،ص50،دار احیاء التراث العربي،بیروت)

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارے عرف میں شوہر کے نام کا اضافہ بطور نسب یا باپ بنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ رشتہ زوجیت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، لہذا اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

الجواب صحیح

ابو الصالح محمد قاسم قادری

04جمادی الاول1437ھ/13فروری2016ء

خوفِ خدا و عشقِ مصطفےٰ کے حصول کیلئے ہر ہفتے کو عشاکی نماز کے بعد امیرِ اہلِ سنّت کا مَدَنی مذاکرہ دیکھنے سننے اور ہر جُمعرات مغرب کی نماز کے بعد عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں بہ نیتِ ثواب ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجاء ہے

نوٹ! دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے یا تحریر کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔